بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱۰ — نمبر ۱۷

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

یکم ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء چندہ سالانہ دو روپیہ ۱۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۵۲ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

دل پسند مشغلے نمبر ۴	۳ – ۵	عبد الرحیم شبلی۔
قلب مطمئنہ	۵ – ۶	محترمہ امۃ الحفیظ بیگم شمیم برہما۔
اسلامی عبادت	۶ – ۱۰	ملک مبارک احمد خان صاحب ایمن آبادی۔
کرشمہائے قدرت	۱۰ – ۱۲	چوہدری عبد السلام صاحب بھٹی قادیان۔
حاملہ و قابلہ	۱۲ – ۱۴	محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ دہلی۔
متفرقات	۱۴ – ۱۹	

Digitized by Khilafat Library

Digitized by Khilafat Library

شریکِ زندگی سے!

(مرسلہ جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد - انبالوی)

غمگسارِ نوعِ انساں رازدارِ زندگی
اے کہ ہے دم سے تری قائم وقارِ زندگی

کیا نہیں معلوم ہیں مردوں کی تجھکو مشکلات
سہتے ہیں تیرے لئے صدمے یہاں دن اور رات

تیری خوشنودی پہ کرتے ہیں خوشی اپنی فدا
کھاتے ہیں تیرے لئے ہردم غمِ راحت رُبا

ہمکو خالق نے بنایا محنتوں کیواسطے،
اور تجھکو ٹوٹے دِل کی راحتوں کیواسطے

رونقِ ہنگامۂ دہشت فضا دہر ہم
دیکھنے کو سرد و گرم ارتقائے دہر ہم

ہمکو خالق نے دیا ہے سنگ و آہن کا جلال
تجھکو بخشا ہے خدا نے ماہِ کنعاں کا جمال،

ہم بنے ہیں شورشِ حشر آزما کے واسطے
اور تُو ہے زینتِ قصرِ حیا کے واسطے

سب سے افضل تر سمجھتے ہیں تجھے ہم دہر میں
تُو بہی جاتی ہے لیکن فیشنوں کی لہر میں

تو کھڑی ہے اِس گھڑی دو راستوں کے درمیاں
سوچ لے انجام اپنا پہلے ہونے سے رواں،

ایک جنت کیطرف جاتی ہے راہِ مستقیم
دُوسری کا ماحصل ہے کرۂ نارِ جحیم

ایک رستہ صاف ہے اور دُوسرا ہے خار دار
جسکو جی چاہے ترا دونوں سے کر لے اختیار

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۳ء

دل پسند مشغلے

(نمبر ۴)

مطالعہ کتب

Digitized by Khilafat Library

انسان کے دماغ میں ایک خلا ہوتا ہے۔ جس کی جگہ گھیرنے کے لئے وہ متعدد ذرائع استعمال کرتا ہے۔ ایک گڈریا جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہو۔ بانسری کی مترنم آواز سے اس مقصد کو حاصل کرتا ہے۔ ایک غریب مزدور جب دن بھر کی محنت شاقہ کے بعد گھر کا راستہ لیتا ہے تو وہ کیف آور نغمے گا گا کر اپنے دلکو بہلاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کتابیں پڑھ رہا ہو۔ تو اسکی روح کے لئے ایک دلچسپی کا سامان بہم پہنچتا ہے۔

کتابیں بہترین مونس و غمخوار ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور انگریز مصنف کا قول ہے۔ "تنہائی میں کتابیں ایک انسان کی بہترین دوست ہیں"۔ ایک دوسرا ادیب کہتا ہے۔ "جب کبھی بھی کوئی تکلیف دہ خیال غالب ہو۔ اور تم اُسے دُور کرنا چاہو۔ تو دوڑ کر اپنی کتابوں کے پاس جاؤ وہ فوراً تمہارے دل کو اپنی طرف مائل کر کے اس پریشان کن خیال کو رفع کر دیں گی۔ اُن کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ وہ ہر وقت تمہارے خیر مقدم کو یکساں مہربانی سے حاضر ہیں"۔

کتابیں بہترین استاد ہیں۔ چنانچہ بشپ اونگرویل لکھتا ہے:۔

"کتابیں وہ استاد ہیں۔ جو ہمیں سکھاتی تو بہت کچھ ہیں۔ لیکن ڈنڈے سے مدد نہیں لیتیں۔ نہ برافروختہ ہوتی ہیں۔ نہ درشت الفاظ استعمال کرتی ہیں۔ اور نہ ہم سے روپیہ اور فیس طلب کرتی ہیں۔ اگر تم غلطی کرو تو حرف شکوہ زبان پر نہیں لاتیں۔ اگر تم ناواقفی یا بے خبری کا اظہار کرو تو تمہارا مضحکہ نہیں اڑاتیں"۔

رچرڈ بکسٹر وعظوں اور لکچروں پر کتابوں کو ہزار درجہ ترجیح دیتا ہے۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہے:۔

"عمدہ لکچر یا وعظ سننا مفید ہے۔ لیکن کتابیں پڑھنی مفید تر ہیں۔ ہر کسی کو بہترین واعظ میسر نہیں آ سکتا لیکن بہترین واعظ کی تصنیف کردہ کتابیں ہر فرد واحد تک پہنچ سکتی ہیں۔ واعظوں کو ممکن ہے۔ کہ چُپ کرا دیا جائے یا جلا وطن کر دیا جائے۔ لیکن کتابیں موجود رہ سکتی ہیں۔ واعظ تو مجبور کرتا ہے کہ ہم اسکے ہر رطب و یابس کو نگل جائیں لیکن کتابوں کے بارہ میں ہم جو چاہیں انتخاب کر سکتے ہیں۔ خطیب کبھی کبھی میسر آتا ہے۔ لیکن کتابیں ہر وقت اور ہر گھڑی پاس رہ سکتی ہیں۔ وعظ یا لکچر کا مضمون اگر

Digitized by Khilafat Library

حافظہ سے نکل گیا تو جاتا رہا۔ لیکن کتابیں ہم بار بار پڑھ سکتے ہیں۔"

کتابیں زندگی کو بناتی ہیں۔ اور ان کے بغیر انسان ایک جنگلی درندہ ہے۔ چنانچہ ہم بڑے بڑے انسانوں کی سوانح عمریوں میں بھی پڑھتے ہیں۔ کہ اُن کی زندگی کے ماحول پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والی بعض کتابیں تھیں۔ جو انہوں نے اپنے ابتدائی زمانہ میں پڑھیں۔

انسان کی تمدنی مساوات جس کے انصرام اور فروغ کے لئے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ کتابوں کے پڑھنے سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ لارڈ بیکنس فیلڈ کہتا ہے:۔

"علم ہی وہ شے ہے۔ جو سب انسانوں کو خواہ وہ کیسے ہی مختلف ہوں۔ ایک سیاسی حیثیت عطا کرتا ہے۔ انہیں وہ جذبات دیتا ہے جو مشترک ہوں اور انہیں اُن خیالات سے سرشار کرتا ہے۔ جو سب مہذب انسانوں کا شعار ہوتے ہیں۔"

کتابیں فرصت کے وقت کا بہترین مصرف ہیں۔ بلکہ اگر ایک دفعہ انکی طرف شغف ہو جائے تو وہ خود وقت ڈھونڈ لیتی ہیں۔ بعض عورتوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ بالوں میں کنگھی کرتے وقت جو فضول وقت ضائع ہوتا ہے۔ اسکا فائدہ اٹھاتی ہوئی کتابوں کا مطالعہ جاری رکھتی ہیں بعض ہنڈیا پکتے وقت کتاب اٹھا کر اسکو پڑھنا شروع کر دیتی ہیں۔ اور یہ بہترین پالیسی ہے۔

بیماری کے ایام میں کتابیں تکلیف کو بھولنے کیلئے بہترین آلہ ہیں۔ اگر طاقت ہو تو خود ورنہ کسی سے پڑھوا کر سنی جا سکتی ہے۔

وہ بھی تو لوگ ہیں جنکو نیند نہیں آتی جبتک کہ وہ کسی کتاب کے ایک دو ورق نہ پڑھ لیں۔ اور یہ تو ماہرین کا بھی قول ہے۔ کہ بہترین خواب آور چیز مطالعہ ہے اگر کسی کو شب خوابی یا بیداری کا مرض ہو تو وہ مطالعہ کی عادت ڈالکر آرام اور سکون حاصل کر سکتا ہے۔

عامیانہ اور سوقیانہ ناولوں اور ڈراموں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جہانتک ممکن ہو۔ ادبی اور تاریخی رسائل وکتب پڑھنے چاہئیں۔ بازاری ٹریکٹوں سے وقتی دماغی تعیش تو بیشک حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ صحیح دماغی اور روحانی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی جسکا ذکر میں نے بعض ادباء اور فضلاء کی تحریرات سے کیا ہے۔

بہترین کتاب تو قرآن مجید ہے۔ جس میں ہر قسم کے لوگوں کے لئے ہر قسم کی ترقی کے وسائل مندرج ہیں لیکن اس سے اتر کر تفاسیر و احادیث کے حقائق و معارف ہیں۔ جو انسان کو روحانی غذا بہم پہنچاتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرکۃ الآرا کتابیں ہیں جن کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی گذشتہ خطبہ میں فرمایا تھا کہ وہ اردو زبان سیکھنے کے لئے بہترین ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص انکا بغور مطالعہ کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے اندازِ تحریر کی نقل اُتارنے پر قادر ہو سکے تو وہ نہایت ہی خوش قسمت انسان متصور ہو گا۔

اگر ان کتابوں پر صرف ادبی نقطۂ نگاہ سے بھی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک

نئے طرزِ تحریر کی داغ بیل ڈالی ہے اور کئی نئی اصطلاحوں کو تدوین فرمایا۔ جنکو استعمال کرنا آج حامیان ادب باعثِ فخر و مباہات خیال کرتے ہیں۔

پس ایسی کتب کا پڑھنا نہ صرف تفننِ طبع کیلئے مفید ثابت ہوگا۔ بلکہ ایک بہترین ہابی ہوگی جو دماغی اور روحانی ترقی کے لئے ہر چند مفید ثابت ہوسکتی ہے۔

(خاکسار عبد الرحیم شبلی)

Digitized by Khilafat Library

قلبِ مطمئنّہ

عہدِ ماضی کا ایک زرّیں جلوہ

جب انسان رازِ قدرت کو پالیتا ہے۔ جب وہ اپنی ہستی کو فراموش کرکے اس کی راہ میں گم کردیتا ہے۔ جب اپنے قلب سے خودی کے نقوش کو مٹا دیتا ہے۔ اسوقت اسے ایک خاص عرفان ایک مخصوص ایقان۔ اور ایک بالکل بے عیب بصارت عطاء ہوجاتی ہے۔ جسکی تجلّی میں پھر یہ مادی اسباب اسکی نگاہوں میں جچتے ہی نہیں۔ اس کا بھروسہ از ابتدا تا انتہا اپنے معبود برحق پر مضبوط سے مضبوط تر ہوجاتا ہے۔ پھر نگاہوں میں یہ پرشکوہ دنیوی سامان بالکل بے حقیقت رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے زمانۂ عروج کا ایک نہایت مشہور چمکتا ہوا بے حد ایمان افروز واقعہ ہے کہ جب ہمارے فاتحین اپنی سپاہ باوقار کیساتھ ایک دھاوے پر گئے۔ تو اسوقت مقابلہ اس مقام پر تھا جہاں ایک طرف سامنے "کوہِ پرنیز" آسمان سے سر ملائے کھڑا تھا۔ دوسری طرف پشت پر عظیم الشان سمندر موجیں مار رہا تھا۔ یہ بلند حوصلہ ملّت خشکی طے کرکے کوہِ پرنیز کے دامن میں آکھڑی ہوئی۔

مقابلہ سخت ترین تھا۔ اکثر قلوب امید و بیم میں غوطے کھانے لگے۔ اور تردّد کیوقت فوجیں پشت کیطرف اپنے بحری بیڑوں کا سہارا ڈھونڈتی تھیں۔

امیرِ عساکر فخرِ ملّت جناب طارق رضؓ نے افواج کی اس کمزوری کو بھانپ لیا۔ آپنے ان بیڑوں کو آگ لگادی۔ کیہ کس بے حقیقت چیز پر تمہاری نظریں رہ رہ کر گرتی ہیں کسی نے دبی زبان سے کہا۔ ع

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کارِ تو بنگاہِ خرد خطاست
دوریم از سوادِ وطن باز چوں رسیم!!
ترکِ سبب ز روئے شریعت کجا رواست؟

یعنے انہوں نے کہا کہ کتنی عقل و دانش سے بعید بات ہے کہ طارق رضؓ نے تمام سفینوں کو جلا دیا ہے۔ یہی تو دُور از وطن ہمارے پاس اپنے بچاؤ کا ایک ذریعہ تھا۔ جب اسے یوں فنا کردیا گیا تو کسی عقلمند کے نزدیک مستحسن فعل کیسے ٹھہر سکتا ہے۔

مگر طارق رضؓ نے جن کی نگاہ مادیات پر ٹھہرتی ہی نہ تھی یوں تڑپ کر جواب دیا۔ ع

خندید دست و خویش بشمشیر برد گفت
ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

فرمایا کہ آخر ایسی کیا مجھ پر افتاد پڑی ہے کہ میں ان فانی اور بے حقیقت سہاروں کی آڑ لیتا پھروں۔ میں کیوں بلاوجہ یہاں قبضہ نہ پاسکنے کا خیال اپنے دل میں لاؤں۔ جبکہ یہ ملک ہے خدا کا۔ اور میں بھی خدا کا ہوں۔ پھر کیا معنے کہ میں

6

اپنی میراث سے ہاتھ اٹھالوں "خدا کا ہونے" کی حیثیت میں تو یہ سرزمین بلا شرکت غیرے میری میراث ٹھہرتی ہے۔ تو یہ خیال اپنے دل میں کس طرح لاؤں کہ "ممکن ہے اپنے مقصد میں ناکامی ہو۔ اور مجھے واپس جانا پڑے" یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیسا لطیف جذبہ ہے جو بغیر آنکھیں تر کئے نہیں رہتا اور جس کے سامنے آتے ہی دل سوز وگداز سے بھر جاتا ہے۔

کیا ہم اپنے اس سنہرے ماضی سے عمدہ درس نہیں لے سکتیں؟؟؟

(خاکسارہ امۃ الحفیظ شمیم۔ از سول ہاسپٹل سیلبین ایر بر ہما)

Digitized by Khilafat Library

اسلامی عبادت

عبادت کی تعریف

مذہب اسلام کی رو سے انسان کی پیدائش کا مقصدِ حقیقی یہ ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کا کامل عبد بن جائے جیسا کہ خود خالق حقیقی فرماتا ہے:۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی مینے جن وانس کو محض عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

عبادت عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکے معنے ہیں۔ وہ طریقے جن پر چل کر انسان اللہ تعالےٰ کا عبد بن جائے۔ اور اس کی معرفت ورضا حاصل کرے۔

لغت میں عبادت کے معنے ہیں "الطاعۃ مع الخضوع" یعنے اپنے گناہوں اور غلطیوں کے اقرار کیساتھ اپنے معبود حقیقی کے حضور انتہائی تذلل وانکسار کیساتھ جھک جانا۔

دوسرے معنے عبادت کے پورے طور پر نقش قبول کرنے کے بھی ہیں۔ یعنی تخلقوا باخلاق اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ متّصف ہونے کے لئے کوشاں ہونا۔

عبادت کی کیا ضرورت ہے؟

معترضین سوال کرتے ہیں۔ کہ عبادت کی ضرورت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تو غنی۔ بے نیاز ہے۔ اگر ہم اس کی عبادت نہ کریں۔ تو کیا اس کی خدائی میں کچھ کمی آجائے گی۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ عبادت میں چونکہ صرف بندہ ہی کا فائدہ ہے۔ اسلئے عبادت نہ کرنے سے خدا کی خدائی میں تو کچھ فرق نہ آئے گا۔ مگر عبد کے عبد ہونے میں فرق آجائے گا۔ کیونکہ عبادت ہی وہ چیز ہے۔ جس سے بندہ اپنے مولیٰ کا اقرار کر کے اپنے آپکو اس کا عبد قرار دیتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو نہ بندہ بندہ ہے اور نہ اُسکا خدا، خدا۔

کسی چیز کی صفات کا انکار خود اس چیز کے وجود کے انکار کا مترادف ہوتا ہے۔ اسلئے جو خدا کا عبد ہوتے ہوئے اس کی عبادت نہیں کرتا۔ اس کی صفات بیان نہیں کرتا۔ گویا وہ خدا کا انکار کرتا ہے۔ خود فطرتِ انسانی کا زبردست تقاضا ہے۔ کہ انسان اس سراپا شفقت واحسان والی ہستی کے پے بہ پے احسانات اور لاانتہا انعامات کے عوض سربسجود ہو۔ اور ارحم الرحمین مولیٰ کریم کی وسیع رحمت سے اپنے مقاصد کی تکمیل اور معاصی وآثام کی معافی کے لئے ملتجی ہو۔ اور اس کے نورِ ساطعہ سے اپنے آپکو منور کرنے کے لئے اس کے حضور انتہائی خضوع وخشوع کرے۔ فی الجملہ یہ کہ عبد کے لئے عبادت نہایت ضروری ہے۔ اور اس سے اسی کا ہی فائدہ ہے۔ جیسا کہ معبود حقیقی

فرماتا ہے:۔ ومن تزکّٰی فانّما یتزکّٰی لِنفسہ

انسان کا اصل محبوب خدا ہی ہے اسکے لاانحصا احسانات کے نیچے ہر کس وناکس دبا ہوُا ہے۔ پس ایسا کون احسان فراموش ہے۔ جو اپنے سب سے بڑے محسن حقیقی کی تعریف میں رطب اللسان نہ ہو۔ اور انتہائی تشکر و امتنان کے ساتھ اس کے حضور نہ جھکے؟ +

علاوہ ازیں ایک اور قابل غور امر یہ ہے کہ :۔

عبادت کی غرض کیا ہے؟

اِسکے متعلق کچھ روشنی ڈالنے سے پیشتر یہ بیان کر دینا بے جانہ ہوگا۔ کہ اصلی مقصد اور نتیجہ میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص آگرہ اپنے کسی دوست کو ملنے جائے۔ اُسکا مقصد یہ ہے کہ اپنے دوست کا نیاز حاصل کرے۔ مگر آگرہ پہنچکر وہ خوب سیر کرتا ہے تاج محل اور دریائے جمنا کے عمدہ عمدہ نظارے دیکھتا ہے۔ اور دوست کے ہاں عمدہ عمدہ دعوتیں بھی کھاتا ہے۔

اب ظاہر ہے اگر وہ شخص سیر بھی کرتا مناظر دیکھتا عمدہ عمدہ کھانے کھاتا۔ مگر اپنے دوست کو نہ ملتا۔ تو کبھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے اصلی مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ کیونکہ اُس کا اصلی مقصد کھانا کھانا نہ تھا۔ بلکہ اصل مدعا تو دوست کی ملاقات تھی۔ بعینہٖ اسی طرح عبادت کی غرض یہ ہے۔ کہ خدا ملے۔ جنت وغیرہ اصل غرض و مقصدِ حقیقی نہیں بلکہ یہ اُسکا نتیجہ ہیں +

اب یہ سوال ہوتا ہے کہ معرفت الٰہی۔ قرب الٰہی۔ و رضائے مولیٰ کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ یہ مقصد عظیم "عبادت" سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن فیصلہ طلب یہ امر ہے۔ کہ وہ عبادت کن طریقوں سے کی جائے۔ جس سے بآسانی شاہدِ مقصود کا وصال ہو۔ اس کے متعلق یہ امر زیرِ غور رکھنا چاہیئے۔ کہ انسان ضعیف البنیان اسباب پر قادر نہیں۔ کہ وہ خدا کی مرضی کو خود بخود معلوم کر سکے۔ اور جب تک کسی کی مرضی کا علم نہ ہو۔ اُسے خوش نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کو اُس کی مرضی معلوم کئے بغیر خوش نہیں کر سکتا۔ تو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ وسائل دریافت کئے جائیں جن سے وہ راضی ہوتا ہے۔ اور وہ طریقے اختیار کئے جائیں جو اُس نے اپنے مقربوں کے لئے وصال حاصل کرنے کے لئے ضروری قرار دیئے ہیں +

دنیا میں بعض کا تو یہ مذہب ہے۔ کہ یہ دنیا چند روزہ میلہ ہے۔ کھاؤ پیو اور خوب عیش کرو۔ کیونکہ پھر ہمیشہ کے لئے فنا ہے +

اس مذہب کا بانی اپیکورس Epicurus جسے عربی میں ابیقور کہتے ہیں ۳۴۱ء قبل مسیح یونان کے مشہور شہر ایتھنس میں پیدا ہوُا۔ اُس کا اصول یہ ہے کہ

(1) Death is the end of every thing.

(2) Pleasure is the main object of life.

یعنے موت ہر ایک چیز کا انجام ہے۔ اور تعیش زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ دنیا دار المحن۔ مصائب کا گھر ہے۔ اسلئے اس کو چھوڑ کر

Digitized by Khilafat Library

جنگلوں میں خدا کی تلاش میں نکل پڑو۔ اسلام کے نزدیک یہ دونو خیالات باطل ہیں۔ پہلا تو اسلئے لغو ہے کہ فطرتِ انسانی اُسے دھکے دیتی ہے۔ اور دوسرا بُزدلی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کوئی چیز بھی بے فائدہ نہیں بنائی۔ اور یہی اسبات کی دلیل ہے کہ "دنیا" خدا کے وصال کے رستہ میں روک نہیں۔

جو انسان دنیا سے من کل الوجوہ منقطع ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے اتنے بڑے کارخانہ کو لغو اور عبث قرار دیتا ہے۔

اسلئے بہترین طریق عبادت وہی ہو سکتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے خود بتایا ہو۔ اور جس سے کامل عبودیت ظاہر ہوتی ہے۔ اور جس کے الفاظ۔ اوقات۔ حرکات بہترین ہوں۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب جتنے بھی ہیں کسی کو بھی "اسلامی طریق عبادت نماز" کے مقابل پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ دنیا کا کوئی مذہب عبادت کے لئے اتنا وقت نہیں دیتا جتنا اسلام نے مقرر کیا ہے۔ کسی کے الفاظ کا مفہوم ایسا وسیع نہیں جیسے اسلامی نماز کے کلمات طیبات ہیں۔ کسی کی حرکات ایسی عالمگیر اور کامل ادب ظاہر کرنیوالی نہیں۔ جس سے کماحقہٗ تعظیم کا حق ادا ہو سکے۔ جیسے کہ اسلام نے مقرر کی ہیں۔ اسلام نے جو جامع اور مکمل کلمات عبادت کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ وہ خود اُس کی برتری کی دلیل ہیں۔ علاوہ ازیں اسلام نے عبادت کے لئے تمام مذاہب سے زیادہ وقت دیا ہے۔ اُس نے انسان کی مختلف کیفیتوں اور ہر قسم کے تغیرات کیوقت عبادت کے لئے وقت نکالا ہے۔ چونکہ زمانہ میں صبح سے رات تک صرف پانچ تغیر ہی

اوقات کی فلاسفی آتے ہیں۔ اور اس قسم کے پانچ تغیر انسان پر جوانی سے لیکر موت تک آتے ہیں۔ اسلئے اسلام نے وقت کے ہر تغیر پر نماز کا وقت مقرر فرمایا ہے۔ تاکہ انسان کو اس موقع پر نماز کی ادائیگی سے اس طرف توجہ ہوتی رہے۔ کہ میں بھی تغیرات سے گذر رہا ہوں۔ اور تاکہ اپنے مقصد کے حصول میں چستی و ہوشیاری کے ساتھ مشغول رہے۔ جیسے:۔

Digitized by Khilafat Library

فجر کے وقت علی الصباح جب انسان تازہ دم ہو کر اُٹھتا ہے۔ یہ وقت جوانی کے زمانہ کے مطابق ہے۔ جیسا کہ انسان کی قوّت زوروں پر ہوتی ہے۔ اور علاوہ ازیں دوسری وجہ یہ ہے کہ اسوقت انسان عبادت میں مصروف ہو کر اپنے مولیٰ سے آنیوالے دن میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے امداد حاصل کرے۔

ظہر کا وقت جبکہ سورج کا زوال شروع ہوتا ہے یہ وقت انسان کی جسمانی زندگی کے زوال کیطرف متوجہ کر رہا ہوتا ہے۔ اور اسے بتا رہا ہوتا ہے۔ کہ انسانی عمر بہت تھوڑی ہے۔ اور رفتہ رفتہ کم ہوتی جا رہی ہے۔ لہذا اس نادر وقت میں اپنے مولیٰ کو یاد کر لو، اور دوسری زندگی کے لئے کچھ زادِ راہ تیار کر لو۔ علاوہ ازیں انسان چونکہ اسوقت دنیوی کاروبار میں مصروف ہوتا ہے۔ اسلئے نماز کا وقت مقرر فرما دیا گیا۔ تاکہ انسان دنیاوی کاروبار میں خدا کو نہ بھولے اور خالقِ حقیقی سے اُس کا تعلق محکم ہو۔

عصر کا وقت اس وقت سورج نہ صرف ڈھل چکا ہوتا ہے۔ بلکہ اسکی روشنی میں بھی تغیر آ جاتا ہے۔ جو اس امر کیطرف اشارہ ہے۔ کہ

رفتہ رفتہ انسانی زندگی کا آفتاب بھی ڈھل رہا ہے۔ لہذا اسلام نے اسوقت عبادت کے لئے وقت رکھا ہے تاکہ مولیٰ حقیقی کی یاد سے دل کے چراغ کو منور کیا جا سکے۔

مغرب کا وقت

اس کے بعد سورج غروب ہو جاتا ہے۔ اور دن کی روشنی کے بعد یکسر تاریکی چھا جاتی ہے۔ یہ اس امر سے مشابہ ہے کہ انسان کی زندگی کا آفتاب بھی اسی طرح غروب ہونیوالا ہے۔ اگر انسان نے خدا کیطرف توجہ نہ کی تو اُسے گناہوں کی تاریکی اُسی طرح گھیرے گی جیسے دن کی روشنی کو رات کی تاریکی روکتی ہے پس انسان کو چاہیئے کہ اس وقت بھی اپنے مولیٰ کیطرف جھکے۔ اور اسکے نور سے منور ہونے میں کوشاں ہو۔

عشا کا وقت

یہ وقت انسان کو بتاتا ہے۔ کہ اب تو گہری نیند سونے والا ہے۔ اور نہیں معلوم کہ حوادثِ دہر تجھے دن کو اٹھنے دیں یا ہمیشہ کی نیند سُلا دیں۔ لہذا تو اپنے مولیٰ سے اپنا معاملہ صاف کر لے۔ تا اگر موت بھی آجائے تو پھر بھی شاہدِ مقصود سے محرومی نصیب نہ ہو۔

حرکاتِ نماز کی فلاسفی

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ رُوح اور جسم کا ایک گہرا تعلق ہے۔ جسم کے صدمہ کو رُوح محسوس کرتی ہے۔ اگر رُوح نہ ہو تو انسان کا جسم کسی صدمہ کو محسوس نہیں کرتا۔ روح نہایت اعلیٰ اور لطیف چیز ہے۔ اور وہ مختلف کیفیات کو محسوس اور ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً غصہ ہو تو آنکھیں سُرخ ہو جاتی ہیں۔ محبت ہو تو چہرہ اس کی ترجمانی کرتا ہے۔

اِسی بنا پر اسلامی عبادت میں رُوح کیساتھ جسم کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

بعض معترضین کہتے ہیں کہ حرکاتِ نماز "ڈرل" ہیں۔ اور اس "ڈرل" کیوجہ سے توجہ قائم نہیں رہ سکتی۔ اس کے متعلق واضح ہو کہ حرکات توجہ کے لئے روک نہیں۔ بلکہ حرکات انسان کے حواس کو بے قابو ہونے سے روکتی ہیں۔

علاوہ ازیں حرکات انتہائی تعظیم کی علامت ہیں۔ دنیا میں ہر قوم و مذہب والوں نے چند علاماتِ تعظیم اپنے لئے مخصوص کی ہوئی ہیں۔

بعض قوموں کے نزدیک دست بستہ کھڑا ہونا علامتِ تعظیم ہے۔ بعض کے نزدیک جھک جانا بعض کے نزدیک سجدہ میں گرنا یا پاؤں پر گر پڑنا علامتِ تعظیم میں سے سمجھا جاتا ہے۔

اسلامی عبادت میں یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ اس میں آداب و تعظیم کی تمام حرکات جو مختلف قوموں اور مختلف ممالک۔ اور مختلف مذاہب میں پائی جاتی ہیں۔ ان کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے۔ تاکہ ہر قوم و ملّت کے لوگ جب اسلامی عبادت ادا کرنے لگیں تو وہ طریق آداب جو اُن کے مذاق کے مطابق ہو۔ اور جسے وہ زیادہ انکسار کی علامت پاتے ہوں بجا لا کر اپنی روح کو زیادہ منکسر کر کے پاک کر سکیں۔ پس حرکاتِ نماز اسلامی عبادت کے عالمگیر ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

اسلامی عبادت کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان "کامل عبد" بنکر مولیٰ حقیقی کے ساتھ شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل کر سکتا ہے۔

ہمارے زمانہ میں اسلام کے بتائے ہوئے بینظیر "طریق عبادت" پر عمل کر کے سیّدنا حضرت اقدس

Digitized by Khilafat Library

میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ صرف یہ طریق ہی "کامل عبد" بناتا ہے۔ اور اس پر عمل کرنے سے ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

(کلام مسیح)

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(الراقم خاکسار ملک مبارک احمد خان احمدی ۔ ایمن آبادی)

Digitized by Khilafat Library

کرشمہائے قدرت

(نمبر ۱)

بجلی کا کڑکنا

سائنسدانوں نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ اگر تمام دنیا میں آنیوالے طوفانِ باد و باراں کی تعداد کی اوسط نکالی جائے۔ تو فی گھنٹہ ان کی تعداد اٹھارہ سو نکلتی ہے۔ گویا دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے کوئی گھنٹہ خالی نہیں جاتا۔ جس میں اوسطاً اٹھارہ سو طوفان نہ آتے ہوں۔ اور ایک گھنٹہ کے طوفان میں تین لاکھ ساٹھ ہزار بار یعنی فی منٹ چھ ہزار دفعہ بجلی کوندتی ہے۔

مگر خدا کی قدرتوں میں یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ باوجود بجلی کی اس کثرت کے دنیا میں حادثات بہت کم تعداد میں ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بجلی کی چمک کی دھار ایک سریع السیر تیر کی مانند چھوٹتی ہے۔ اور جو چیز اسکے سامنے آجائے۔ فنا ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا نہایت ہی کم اتفاق ہوتا ہے۔ کہ ہماری زمین ٹھیک اس کی زد میں آجائے۔ اور جب بھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ کرۂ ارض اس کا نشانہ بن جائے تو کوئی نہ کوئی حادثہ وقوع میں آجاتا ہے۔ جسکو ہم کہتے ہیں۔ کہ فلاں جگہ بجلی گری +

تمام بادل کم و بیش بجلی اپنے اندر مخفی رکھتے ہیں۔ جب بھاپ کے باریک در باریک ذرات ایکدوسرے کے ساتھ پیوست ہو ہو کر اپنے سے بڑے بڑے ذرات بنانا شروع کرتے ہیں۔ تو ان کے اس متحد ہونے کے عمل سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ اور جوں جوں ان کا یہ عمل زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ بجلی کی طاقت بڑھتی جاتی ہے۔ اس لئے جتنا گھنا اور سیاہ بادل ہوتا ہے۔ اتنی ہی زیادہ بجلی مخفی رکھتا ہے۔ اور جب ایک اس قسم کا بادل کسی دوسرے متضاد قسم کی بجلی والے بادل سے رگڑ کھا کر گذرتا ہے۔ تو ایک چمک پیدا ہوتی ہے جسے ہم بجلی کا کوندنا کہتے ہیں۔ اس چمک کے بعد کڑک اٹھتی ہے۔ جو بعض وقت قریباً ایک منٹ تک گرجتی ہوئی ایکطرف کو جاتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔ اسکا باعث یہ ہوتا ہے کہ برقی چمک کا تیر اپنی گزرگاہ کی ہوا کو اک آن کی آن میں گرم کر دیتا ہے۔ یہ ہوا گرم ہو کر پھیلتی ہے۔ اور معاً وہاں ایک حصہ خلا کا واقع ہو جاتا ہے۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لئے اِرد گرد کی ہوا چاروں طرف سے ٹوٹ پڑتی ہے۔ اور اسکے اس عمل سے ایک دھماکا پیدا ہوتا ہے۔ جسے ہم بجلی یا بادل کی گرج کہتے ہیں +

جب بجلی کی دھار سیدھی اور چھوٹی سی ہوتی ہے۔ تو ایک کمزور گرج اٹھتی ہے۔ مگر جب یہ دھار لہردار اور لمبی چلی جاتی ہے۔ تو ایک مسلسل گرج کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ جو

بادلوں میں گونج گونج کر اور بھی بلند گڑگڑاہٹ سے ہم کو پہنچتی ہے۔

روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ مگر آواز صرف گیارہ سو فٹ فی سیکنڈ کی رفتار سے چلتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بجلی کی چمک ہم کو پہلے نظر آجاتی ہے۔ اور گرج کی آواز بعد میں آتی ہے۔ اگر گھڑی سے بجلی کی چمک اور کڑک کے درمیان کا وقفہ معلوم کیا جائے۔ تو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس وقفہ کے گھٹنے یا بڑھنے سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ بادل ہمارے نزدیک آرہا ہے یا دُور جارہا ہے۔

بجلیاں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ اوّل گول یا مدور بجلی جو نہایت ہی کم دیکھنے میں آتی ہے۔ دوم شاخدار بجلی۔ جو چمک کی ایک یا ایک سے زیادہ دھاریں پیچ و بل کھاتی ہوئی اور کونے کاٹتی ہوئی چلی جاتی ہیں۔ سوئم۔ پھیلی ہوئی چمک والی بجلی۔ جس میں گرج کوئی نہیں ہوتی۔ اور صرف آسمان یکدم روشن ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ دراصل یہ قسم۔ قسم دوم میں داخل ہے۔ کیونکہ کسی دُور کے بادل میں شاخدار بجلی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کی روشنی ہمارے قریب کے بادل پر آپڑتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

خدا تعالےٰ کی شان ہے۔ کہ ہماری حفاظت کے لئے اُس نے نظام عالم کے ہر ایک رکن کو بلحاظ عمل ایک دائرہ میں محدود کر رکھا ہے۔ بجلی کی اس کثرت کے باوجود ہم اسکے حملوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے سو میں سے صرف ایک بجلی کی چمکار کو یہ اتفاق ہوتا ہے۔ کہ زمین تک پہنچ سکے۔ اور جو پہنچتی بھی ہے۔ تو وہ درختوں یا پھر لوہے کی زمین دوز تاروں کے ذریعے سے زمین کے اندر جذب ہو جاتی ہے۔

بڑی بڑی عمارتیں بارہا بجلی کی زد میں آچکی ہیں۔ مگر اسلئے محفوظ رہیں۔ کہ اُن کی آہنی تاروں نے بجلی کی زد کو زمین میں جذب کر دیا۔

یہ بات جو مشہور ہے۔ کہ بجلی جہاں ایک بار گرے وہاں دوسری بار نہیں گرتی۔ درست ثابت نہیں ہوئی۔ کئی مقامات پر ایک دفعہ بجلی گر چکنے کے بعد بھی بجلی گری ہے۔

برسات کے وقت جبکہ بجلی کڑک رہی ہو۔ تو کسی درخت کے نیچے کھڑا ہونا خطرے سے خالی نہیں ہوتا۔ کئی واقعات ایسے ہوئے ہیں۔ کہ درخت کے ذریعے سے بجلی اُن پر گری جو اس کے نیچے کھڑے تھے۔ اور ان کی ہلاکت کا باعث ہوگئی۔ لیکن بالکل وسیع میدان میں کھڑے رہنا بھی خطرناک ہے۔ خصوصاً جبکہ ہاتھ میں مثلاً کوئی یا ایسی چھڑی یا چھتری وغیرہ ہو۔ جس کے سر پر لوہے کا خول ہو۔ ایسی صورت میں ایسی لوہے والی چیز کو اپنے آپ سے قریباً سو گز کے فاصلہ پر پھینک کر خود زمین پر لیٹ رہنا چاہیئے۔ یا کسی گھنی جھاڑی کے نیچے پناہ لینی چاہیئے۔ جو اونچے درختوں سے کم از کم سو گز کے فاصلہ پر ہو۔

یہ عجیب بات ہے۔ کہ آجتک ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ کبھی ریل گاڑی پر بجلی گری ہو۔ اسی طرح جہازوں پر بھی بجلی گرنے کا کوئی واقعہ دیکھنے میں نہیں آیا۔

اس تمام بیان سے یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ ہم خواہ مخواہ بارش کے وقت خوفزدہ ہو کر اوسان کھو بیٹھیں۔ مثلاً اس وجہ سے خوف کھائیں۔ کہ ہماری عینک کا فریم لوہے کا ہے۔ یا گھر میں میز کے اوپر چمچے وغیرہ لوہے کے ہیں۔ اس قسم کی اشیا بجلی کیلئے کوئی خاص کشش نہیں رکھتیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ جوتے میں ربڑ کا تلہ یا ربڑ کے ٹائروں والا سائیکل بجلی کے حملہ سے محفوظ رکھنے میں بہت مد ہوتے ہیں۔

بجلی جب گرتی ہے۔ تو بعض اوقات عجیب عجیب حرکات کرتی ہے۔ بعض دفعہ آدمی کے صرف کپڑے پھٹ جاتے ہیں۔ اور وہ خود محفوظ رہتا ہے۔ چند سال کا ذکر ہے۔ کہ فرانس میں تین عورتیں ایک کھیت میں کٹائی کی مشین کے پاس کھڑی تھیں۔ بجلی جو گری تو ایک وہیں مر گئی۔ باقی دو کو معمولی صدمہ پہنچا۔ مگر ان کے لباس ریزہ ریزہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ پاؤں سے بوٹ بھی پھٹ کر ادھر ادھر جا بکھرے۔ جنگ عظیم سے تھوڑا عرصہ پہلے ویلز میں ایک کوٹھی میں یوں واقعہ ہوا۔ کہ باورچی خانہ کے چولھے میں ایندھن پڑا تھا چمنی کے راستے سے اس پر بجلی گری۔ اور آگ روشن کر کے بغیر کسی اور نقصان کے چلی گئی۔ ایک دفعہ ایک درخت کے نیچے چالیس بھیڑیں کھڑی تھیں۔ درخت کے ذریعہ سے اُن پر بجلی پڑی بیس بھیڑیں مر گئیں۔ اور بیس بچ گئیں۔ جو بیس ہلاک ہوئیں تھیں۔ وہ یکجا نہ کھڑی تھیں۔ بلکہ سارے گلّے میں ملی جُلی کھڑی تھیں ؀

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ خاص خاص درخت مثلاً انجیر۔ شہتوت کے درخت بجلی سے محفوظ رہتے ہیں مگر واقعات نے اس خیال کی تردید کی ہے۔ یہ بات بہت حد تک درست ہے۔ کہ بلند درختوں پر بجلی گرنے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ جب کسی درخت پر بجلی گرتی ہے۔ تو وہ ایک ہیبتناک دھماکے سے پھٹتا ہے۔ اسکا سبب یہ ہوتا ہے۔ کہ درخت کے اندر جو نمی ہوتی ہے۔ وہ یکدم بجلی سے گرم ہو کر بھاپ بن جاتی ہے۔ اور پھیلتی ہے۔ اور یہی گیس اپنے زور سے درخت کے تنے کو گولے کے پھٹنے کیطرح پھاڑ ڈالتی ہے ؀

(آزاد ترجمہ ورلڈ آف ونڈر)

(عبد السلام بھٹی۔ از نیروبی۔ افریقہ)

ایڈیٹر:۔ اس قیمتی مضمون کے لئے میں اپنے مکرم مہربان چوہدری عبد السلام صاحب کا بہت ممنون ہوں۔ امید ہے وہ یہ سلسلہ جاری رکھیں گے ؀

Digitized by Khilafat Library

حاملہ اور قابلہ

فرائض زچہ

گذشتہ سال ایک مضمون حاملہ پر ارسال کیا گیا تھا۔ جو کہ مصباح میں چھپ چکا ہے۔ اب میرے دل میں خیال آیا کہ اسی موضوع پر کچھ اور لکھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ مضمون بھی نہایت ضروری ہے۔ اور ہماری بہنوں کو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ لہٰذا زچہ و قابلہ دونوں کے متعلق بعض ضروری باتیں عرض ہیں۔ زچہ کا فرض ہے۔ کہ جس قابلہ کو وقت پر بُلانا ہو۔ اُس کی تجویز پہلے ہی کر چھوڑے اور شروع سے ہی اسکے پاس جا کر یا اُسے گھر پر بلا کر ہدایات لیتی رہے۔ قابلہ یا نرس کے مکان کی واقفیت ... پڑوس کی کسی عورت کو کرا چھوڑے۔ جو وقت پر جا کر فوراً اُسے بُلا لاوے۔ زچہ خانہ کی تجویز اور اُس کی ہر ایک اشیاء گھر میں پہلے ہی سے مہیّا کر لینی چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ وقت پر لانی یا تیار کرنی پڑیں۔ اگر زچہ گھر میں اکیلی ہو تو کسی تجربہ کار عورت کو اپنے پاس سلانے اور ہر وقت کی خدمت لینے کیلئے تجویز کر چھوڑے۔ بعض دفعات دایہ کے آتے آتے ہی زچہ جن پڑتی ہے۔ اس سے کئی طرح کی خرابیوں کا احتمال ہے۔ اس لئے زچہ کو چاہیئے۔ کہ جس وقت آثار نمایاں

ہوں سب سے پہلے فوراً قابلہ کو بلالیوے - زچہ کو حمل کی حفاظت بڑی ہوشیاری سے رکھنی چاہیئے - اور حیض کے بند ہونے کا دن یاد رکھنا چاہیئے +

فرائض قابلہ

قابلہ لکھی پڑھی اپنے فن سے خوب واقف - زیرک طبع - نیک سیرت - شیریں کلام مستقل مزاج - حوصلہ مند اور تجربہ کار ہونی چاہیئے - جس زچہ پر جاوے - زچہ خانہ کا ملاحظہ کرے - اگر کوئی نقص ہو تو اُسے درست کراوے - اور ہر ایک اشیاء زچہ خانہ ملاحظہ کرلے - اور اگر کوئی چیز موجود نہ ہو تو اُسے مہیا کرائے - اور ایک اپنی مددگار کی تجویز کرلے - اکیلی ہرگز نہ رہے - گھر سے پوشاک بدلکر آوے - کیونکہ ایسا نہ ہو کہ پہلی پوشاک سے کسی متعدی مریض کے پاس جانے سے زچہ و بچہ پر متعدی مرض کا اثر پڑ جائے - سب سے پہلے اپنے ناخن کاٹ ڈالیں - کیونکہ ایسا نہ ہو کہ زچہ کا امتحان وغیرہ کرنے سے جنین اور زچہ کے رحم پر کوئی خراش وغیرہ آجاوے - قابلہ کا فرض ہے - کہ ہر ایک بات میں وہ زچہ کی حوصلہ افزائی کرے - اور ملائم اور پیارے الفاظ سے زچہ سے مخاطب ہو اور لطف و محبت کی نگاہ سے دیکھے +

جنانے کے وقت زچہ کے پاس تین عورتیں ہونی چاہئیں ایک زنانہ طبیب الیڈی ڈاکٹر، دوسری قابلہ (دایہ) تیسری زچہ کے گھر کی کوئی عورت جن میں سے ایک کے سپرد اوپر کا کام پانی گرم کرنا - آگ جلانا وغیرہ اور زنانہ طبیب اور قابلہ کے سپرد جنانے کا کام +

قابلہ کا یہ بھی فرض ہے - کہ ہر وقت مکان پر حاضر رہے - اگر کہیں جاوے تو محافظہ مکان کو اطلاع دیکر جاوے، تاکہ اگر کوئی دوسرا آدمی بلانے کے لئے آوے - تو وہ ٹھیک پتہ پر پہنچ سکے اور اسکو گھبراہٹ نہ ہو - اور اگر اسٹیشن چھوڑنا ہو تو جس جس زچہ کے وقت پر بلانے کا وعدہ لیا ہوا ہے - اُن کو اطلاع دیکر اور اُن کا انتظام کرکے جاوے + قابلہ کو ہر وقت مع سامان تیار رہنا چاہیئے - جس وقت بلاوہ آوے فوراً پہنچے - اور اگر اپنے جانے میں کچھ دیر ہو تو ماتحت کو مع سامان روانہ کرے - اور اگر خدانخواستہ وضع حمل میں پیچیدگیاں ہوں تو فوراً دوسری لیڈی ڈاکٹر یا دیگر ڈاکٹر صاحبان کا مشورہ لے +

زچہ خانہ

زچہ خانہ جس کا کم از کم طول ۱۲ فٹ - اور عرض دس فٹ ہو - اور اونچائی ۱۲ یا ۱۴ فٹ ہو - ہوا کے لئے کھڑکیاں ہوں - جو حسب ضرورت کھولی یا بند کی جاسکیں - چھت میں یا چھت کے قریب روشندان ہوں - تاکہ بخوبی روشنی آسکے - اور خراب ہوا جو کہ ردی اور ہلکا ہونے کیوجہ سے چھت کے قریب جمع ہو جاتی ہے نکلتی رہے اور کھڑکیوں سے تازہ - خوشگوار اور وزندار ہوا آتی رہے مکان صاف و ستھرا ہو - نمی کا وہاں نام و نشان نہ ہو - پاخانہ پیشاب - غسل کے لئے علیحدہ کمرے ہوں - پانی و آگ رکھنے کا بخوبی انتظام ہو - دھوُاں اندر بالکل نہ ہو - غرضیکہ جاڑے - گرمی - برسات ہر ایک موسم کے لئے آرام دہ ہو - اگر اس قسم کا مکان نہ میسر ہو کہ تین چار کمرے اُس میں نہ ہوں - تو جو مکان موجود ہو اُس پر اکتفا کرنی چاہیئے - مگر اس میں بھی صفائی - روشنی اور ہوا کا انتظام ضروری ہے - اور خصوصیت سے اسباب کا ضرور خیال رکھا جاوے کہ اس میں نمی نہ ہو - حسب ذیل اشیاء اس میں موجود رہنی چاہئیں - چادر واٹر پروف بستر آرام دہ - اوڑھنے کے کپڑے - اور بستر کی دو چادریں پُرانے کپڑے مگر سب کے سب صاف اور دھوئے ہوئے

Digitized by Khilafat Library

ہوں۔ رات کے لئے کم از کم دو لیمپ۔ ٹب۔ انگیٹھی۔ کوئلہ وغیرہ۔ ایک چھوٹی میز یا سٹول۔ دو عدد کرسیاں یا اور کوئی موڑھے وغیرہ۔ ایک گلاس۔ کم از کم دو عدد چمچہ اور دو چارپائی کے برتن وغیرہ۔ تیل کڑوا یا میٹھا۔ روغن بادام اور روغن زرد گڑ۔ شہد وغیرہ وغیرہ اشیاء کا بندوبست رکھنا ضروری ہے

زنانہ طبیب و ڈاکٹر صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس ضروری مضمون پر مصباح کے لئے تھوڑا بہت جو کچھ فرصت کیوقت لکھ سکیں ضرور ارسال فرماویں ۔

آخیر میں اللہ تعالے کے حضور ہی دعا ہے۔ کہ وہ ان مشکل گھڑیوں کو اپنے فضل و رحم سے ہماری سب بہنوں کے لئے آسان کر دے ۔ آمین ثم آمین۔

(صغریٰ بیگم از نئی دہلی)

Digitized by Khilafat Library

شیخ الاسلام

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲)

بچپن ہی سے آپ کی پرہیزگاری۔ زہد و تقویٰ حد کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ فہم معانی اور حفظ حدیث میں آپکا کوئی نظیر نہ تھا۔ دس برس کی عمر میں آپ کو حدیث شریف کے حفظ کرنیکا خیال پیدا ہوا۔ اور سولہ سال کی عمر تک کئی ایک کتابیں آپنے حفظ کرلیں ازاں بعد اپنے والدین کے ساتھ حج کرنے تشریف لے گئے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپنے "فضیلت صحابہ کرام" اور "تاریخ کبیر" لکھی۔ آپ بے حد متمول تھے۔ پھر بھی آپ بہت ہی قلیل الغذا تھے۔ جب آپ بیمار ہوئے۔ تو حکیموں نے کہا۔ کہ آپ کی بیماری آپکے نہ کھانے کی وجہ سے ہے۔ اسوقت سے آپ شربت میں روٹی بھگو کر چاٹ لیا کرتے تھے ۔

آپ نے تحصیل علم حدیث پڑھنے اور سننے کی غرض سے خراسان۔ عراق۔ حجاز (۶ سال)۔ شام۔ مصر (دو مرتبہ)۔ بغداد۔ بصرہ (چار مرتبہ) ایکہزار بزرگوں سے حدیث سنی۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے صحیح و معتبر احادیث کو منتخب کیا ہے۔ اور ہر ایک حدیث کو بعد غسل کرنے اور استخارہ دو رکعت نماز ادا کرنے کے درج کتاب کیا ہے۔ آپ پہلے ہی آدمی ہیں جنہوں نے صحیح و ضعیف حدیثوں میں فرق و امتیاز کیا۔ سبب یہ ہے کہ ایک رات آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اُن کو پنکھا جھل رہے ہیں۔ اور آپ کے جسم اطہر سے مکھیاں اُڑا رہے ہیں۔ کاَنِّیْ وَاقِفٌ بَیْنَ یَدَیْہِ مِرْوَحَۃٌ اَذُبُّ عَنْہُ۔ جس کی تعبیر صحیح اور غیر صحیح حدیثیں علیحدہ علیحدہ کرنی لکھی ہے ۔

حضرت ابن عدیؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرات مشائخ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت کا اسپر اتفاق ہے۔ کہ امام بخاریؒ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حدیث شریف پیش فرماتے تھے۔ پس جبتک حضور پرنور خواب میں اجازت نہ دیتے اسوقت تک آپ اس حدیث کو تحریر نہ فرماتے تھے ۔

کتاب بخاری شریف سولہ سال کے عرصہ میں لکھی گئی۔

امام بخاریؒ کو ایک لاکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ دیگر احادیث یاد تھیں۔ اور ان کو محدثین کیطرف سے امیر المؤمنین فی الحدیث کا خطاب دیا گیا ہے۔ امام مسلم رفنِ حدیث میں اعلیٰ درجہ کے مسلم امام

آپ کے شاگرد ہیں۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرطِ محبّت سے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ پھر عرض کیا۔ کہ حضور اگر اجازت ہو۔ تو آپ کے پاؤں چوم لوں۔ دَعْنِیْ اُقَبِّلْ رِجْلَیْکَ یَا اُسْتَاذَ الْاُسْتَاذِیْنَ یَا سَیِّدَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَیَا طَبِیْبَ الْحَدِیْثِ فِیْ عِلَلِہٖ۔ جب آپ کی علمی قابلیّت کا یہ شہرہ عام ہر طرف ہو گیا۔ تو آپ بغداد میں درس دینے لگ گئے۔ کچھ عرصہ بعد واپس وطن بخارا تشریف لے آئے۔ تو آپ کے شہر کے رؤسا نے آپ کی بے حد تعظیم و تکریم کی۔ ایک کوس تک باہر شہر آپ کے استقبال کیلئے گئے۔ کئی اشرفیاں آپ پر نثار کیں۔ آخر آپ تیرہ دن کم ساٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ آپ نے کوئی اولاد نرینہ نہیں چھوڑی۔ آپکی وفات سے تمام عالم کو یکساں رنج ہوا۔ وَلَنِعْمَ مَاقِیْلَ ؎

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ ؎

(عاجز محمد ابراہیم احمدی مدرس ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ)

قابلِ تقلید مثالیں

اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ مستورات بھی اب کشمیر کی اپنی بیوہ بہنوں اور یتیم بچوں کی امداد کیلئے چندہ میں شرکت کر رہی ہیں۔ میاں احمد الدین صاحب زرگر نے مندرجہ ذیل فہرست دی ہے۔ یہ فہرست شائع کرتے ہوئے التماس ہے کہ احمدیہ جماعتوں کے احباب اور مستورات ان کے چندہ میں تعاون کریں۔ اللہ تعالیٰ انکو جزا عطا فرماوے گا۔

نصرت گرلز سکول قادیان سے جنابہ میمونہ بیگم صاحبہ نے بڑی توجہ اور خاص محنت سے لڑکیوں سے ساڑھے سات روپے کی رقم کشمیر کی بیواؤں کے لئے جمع کر دی۔ اللہ تعالیٰ چندہ دینے والی اور محرک کو جزائے خیر عطا فرماوے۔

مستورات بٹالہ۔ سات روپیہ
〃 اٹھوال۔ پانچ روپے۔
〃 کلانور۔ چھ روپے۔
〃 بھاگووال۔ چھ روپے۔
مستورات کھارہ چھ روپے۔
〃 ننگل چھ روپے۔
دھرم کوٹ۔ پانچ روپے۔
شاہ آباد۔ چار روپے۔
رحیم آباد۔ تین روپیہ آٹھ آنہ۔
ونجوان۔ چار روپے۔
بھینی بانگر سات روپے۔
نواں پنڈ تین روپے۔

اللہ تعالےٰ ان تمام بہنوں کو جزائے خیر عطاء فرماوے۔

(خاکسار برکت علی خان فنانشل سیکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان)

Digitized by Khilafat Library

لجنہ اماء اللہ پشاور

مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۳ء بروز اتوار زیر صدارت پریذیڈنٹ صاحبہ مسجد احمدیہ پشاور میں جلسہ منعقد ہوا۔ تعداد ممبرات چالیس کے قریب تھی۔ بعد تلاوت قرآن مجید اور نظموں کے محترمہ قانتہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ لفٹنٹ میاں احیاء الدین صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے اخلاق فاضلہ کے متعلق مضمون سنایا جو بہنوں نے بہت پسند کیا۔ سب سے آخر پریذیڈنٹ صاحبہ نے اولیاء امت کی شہادتوں سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے نبی ہیں اور شاہ نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ صاحب مجذوب کی پیشگوئیاں درباره مسیح موعودؑ بیان کیں۔ جو کہ بہنوں نے بڑے غور سے سنیں۔ اس کے بعد دعا کی گئی اور جلسہ بفضل تعالےٰ بخیر خوبی ختم ہوا۔

(خاکسارہ طاہرہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ پشاور)

نوٹ:۔ لجنہ کی سیکرٹری صاحبہ نے گذشتہ ماہ ہی شرف بیعت حاصل کیا ہے۔ یہ ہمارے مکرم و محترم دوست جناب خان گلاب خان صاحب گورنمنٹ پنشنر صاحب کی بڑی بہو ہیں۔ بیعت سے پہلے شیعہ اعتقاد

رکھتی تھیں۔ خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئیں اور پھر اسقدر سرگرمی سے سلسلہ کی ترقی میں مشغول ہیں کہ سیکرٹری منتخب ہوئیں اور یہ رپورٹ ان ہی کی سعی کی رہین منت ہے۔ موصوفہ نے باقاعدہ ماہوار چندہ عام اور کشمیر فنڈ بھی قائم کیا ہے۔ یہ ہر دو چندے باقاعدہ وصول کئے جاتے ہیں۔ اس ماہ کشمیر فنڈ میں محترمہ قانتہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ لفٹننٹ میاں احیاء الدین صاحب نے خاص طور پر دلچسپی لی ہے۔ اور مبلغ سات روپے بارہ آنے فراہم کرکے مرحمت فرمائے ہیں۔ جزاھن اللہ احسن الجزاء۔

(خاکسار مظفر الدین قائمقام پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پشاور)

Digitized by Khilafat Library

سُہاگا

نوشادر اور سُہاگے کے نام سے ہماری بہنیں واقف اور آگاہ ہیں۔ سہاگے کی سب سے بڑی خوبی اور بکار آمدی اس کے اس اثر میں پوشیدہ ہے۔ کہ وہ جراثیم کو ہلاک کر دیتا ہے اور صرف اسی بناء پر یورپ میں اسکا استعمال روز بروز عام ہوتا جا رہا ہے۔ ناموزوں نہ ہوگا۔ اگر اس کے موٹے موٹے چند فوائد سے قارئینات کو آگاہ کر دیا جائے۔

تقریباً چار ماشہ سہاگا اگر آدھی چھٹانک شہد یا گلیسرین میں حل کرکے کسی شیشی یا بوتل میں رکھ لیا جائے۔ اور بوقت ضرورت منہ کے اندر کے زخموں پر لگایا جائے۔ تو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ حل کرنے کے لئے اگر شہد یا گلیسرین کو گرم کر لیا جائے تو سہاگا بہ آسانی حل ہو جاتا ہے۔ زبان۔ ہونٹ اور منہ کے لئے جیسے منہ کا آجانا کہتے ہیں۔ لگانے کی دوا اس سے بہتر اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

سہاگے کو انگریزی میں بوریکس کہتے ہیں۔ اور انگریزی دوا فروشوں سے نہایت عمدہ اور بالکل صاف سہاگا دستیاب ہو سکتا ہے۔ دودھ۔ گوشت۔ مکھن اور اسی قسم کی اور تمام حیوانی غذائیں جو معمولاً ایک روز کے بعد سڑنے لگتی ہیں۔ بلکہ گرمی کے موسم میں تو چند گھنٹوں ہی کے بعد یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان سب چیزوں میں اگر خفیف سی مقدار سُہاگے کی شامل کر دیجائے۔ تو وہ بہت زیادہ عرصہ تک اچھی رہ سکتی ہیں۔

کھاری پانی میں اگر سُہاگا ملا دیا جائے۔ تو اُسکا کھاری پن بہت ہی کم ہو جاتا ہے۔ اور پھر اگر صابون کے ساتھ یہ پانی استعمال کیا جائے۔ تو صابون کی جھاگ خوب اچھی طرح نکلنے لگتی ہے۔

سہاگا ملا ہوا پانی کپڑوں کی میل کو سجی یا سوڈے سے بھی زیادہ صاف کر دیتا ہے۔ اور بیماریوں کے جراثیم کو بھی جو ان کپڑوں میں ہوں۔ ہلاک کر دیتا ہے۔ ننھے بچّوں کے غسل کے پانی میں اسکا شامل کر دینا بہت مفید ہوتا ہے۔ زخموں پر اگر چھڑکا جائے۔ تو انہیں بھی مندمل کر دیتا ہے۔ اور منجن کے طور پر اسکا استعمال دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے مفید ہے۔

کھڑکیوں کے شیشے یا آئینے اگر ایسے پانی سے صاف کیے جائیں جسے جوش دیکر اس میں سہاگا ملا دیا گیا ہو۔ اور پھر ٹھنڈا کر لیا گیا ہو۔ تو شیشوں پر عجیب و غریب چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے پانی سے فرش بھی دھوئے جاتے ہیں۔ اور اس صورت میں وُہ امراض کے جراثیم کو ہلاک کر دیگا۔

سہاگا کیڑے مکوڑوں کا بھی دشمن ہے۔ جہاں کہیں کیڑے عموماً جمع رہتے ہوں۔ وہاں اسکے چھڑکنے سے وُہ بہت جلد غائب

Digitized by Khilafat Library

ہو جاتے ہیں۔ چاء کی پتیوں پر جوش کیا ہوا پانی ڈالنے سے قبل اگر ذرا سا سہاگا چھڑک دیا جائے۔ تو اس کا ذائقہ اور خوشبو بہت بڑھ جاتی ہے۔ لکڑیاں اور گاجریں وغیرہ جنھیں کچی حالت میں کھانا مقصود نہ ہو۔ اگر تھوڑی دیر کیلئے سہاگے کے پانی میں بھگو دی جائیں۔ تو بالکل تازہ اور خوش ذائقہ ہو جاتی ہیں۔ گوشت، مکھن اور دودھ کی حفاظت کیلئے ذرا سا سہاگا ان چیزوں پر چھڑک دینا کافی ہے۔

کپڑے دھونے کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے تیل کے ڈھائی کنستر کے قریب پانی میں پاؤ بھر سہاگا ملایا جائے اور کپڑے رات بھر اس میں بھیگے رکھے جائیں۔ اور پھر صبح کو انھیں جس پانی میں جوش دیا جائے۔ اسمیں بھی تھوڑا سا سہاگا ملا دیا جائے۔ اس ترکیب سے وُہ خوب صاف ہو جائینگے۔ اور صابون بہت کم خرچ ہوگا۔ فلالین اَور قیمتی بیلیں اَور لیسیں اگر اس ترکیب سے دھوئی جائیں۔ تو پہلے سے بھی زیادہ خوشنما ہو جاتی ہیں۔ کلف میں اگر دس چھٹانک میں ایک چھوٹا چمچہ سہاگے کا شامل کر دیا جائے تو استری کرنے پر بہت چمک آئیگی۔ روزمرہ کے استعمال کے منجن میں اگر ذرا سا سہاگا ملا لیا جائے۔ تو بہت مفید ثابت ہوگا۔ چاء کا چمچہ بھر اسپرٹ کیمفر اور دو چمچے ٹنکچر مر۔ دس چھٹانک کھولتے پانی میں ملا کر پھر اس میں آدھی چمچہ سہاگا ملا دیا جائے۔ تو یہ منہ اور دانتوں کی صفائی کیلئے بہت ہی مفید ہے۔ ترکیب استعمال یہ ہے۔ کہ اس مرکب میں سے ایک چھٹانک عرق آدھے گلاس پانی میں ملا دیا جائے۔ اور پھر اس میں برش بھگو بھگو کر اس سے دانت صاف کئے جائیں اور اسی عرق سے کلیاں کی جائیں۔

نوزائیدہ بچوں کی جلد بھی بہت نازک اور نرم ہوتی ہے۔ اور ان کے سر پر بالعموم میل کے کھرنڈ سے جمے ہوئے ہوتے ہیں معمولی صابون ان کی جلد کیلئے بہت تیز ثابت ہوتا ہے۔ اور ان کی نازک کھال اس کی جلن کی تیزی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ سہاگے میں یہ خوبی ہے۔ کہ جلد کو نقصان پہنچانیکی بجائے اسکی نرمی اور چمک کو زیادہ کر دیتا ہے۔ اور اسکے اثر سے کھرنڈ بھی نرم پڑ کر بآسانی چھوٹ جاتے ہیں۔ اسلئے بچوں کو نہلانے کیلئے ہمیشہ انکے پانی میں ذرا سا سہاگا ملا دینا چاہیئے۔ اور اگر اسی غسل کے پانی میں ایک تولہ بھر اسپرٹ آف روزمیری ملا دیجائے تو اثرات اَور بھی خوشگوار ہو جاتے ہیں۔ اس پانی سے بچوں کو نہلانے میں ایک خاص فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ بیماریوں کے جراثیم کو بھی ہلاک کر دیتا ہے۔

نیوگنی میں شادی کی عجیب وغریب رسم

او پاپاء گیرالی قوم جو نیوگنی میں آباد ہے۔ ان میں ایک عجیب رسم ہے۔ جب عورت کو شادی کی خواہش ہوتی ہے۔ تو وہ صاف کہدیتی ہے۔ اور اپنے لئے ایک شخص کو منتخب کر لیتی ہے۔ اور پھر کسی رشتہ دار کو کہدیتی ہے۔ کہ اسکی روح فلاں شخص کے لئے بیتاب ہے۔ یہ ایک دلچسپ اطلاع ہے جو شادی کے رواج کے متعلق ہے۔ اور اسٹرل اخبار کا بیان ہے کہ اسکی رپورٹ گورنر کو بھیجدی گئی ہے۔ جب لڑکی کے والدین کو معلوم ہوتا ہے۔ تو وہ لڑکی سے ملکر ہر قسم کے سوالات کرنے کے بعد اپنی تسکین کر لیتے ہیں۔ اگر کوئی اعتراض نہ ہو تو لڑکی اعزا کے سامنے تجویز پیش کرتی ہے۔ اور ایک زبردست دعوت طعام کی جاتی ہے۔ اور مقررہ روز پر جہیز وغیرہ دیا جاتا ہے۔ شادی سے ایک روز قبل دونوں خاندان کے بزرگوں کا اجتماع قرار پاتا ہے۔ جس میں دولھا اور دلہن کو شادی کے متعلق تمام نصائح اور ضروری معلومات بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ اور صبح کیوقت دونوں کے ماتھے پر سردار قوم سیاہ نشان

لگا دیتا ہے۔ اسکے بعد سب منتشر ہو جاتے ہیں۔ اوگی اور سینی قوموں میں رواج ہے کہ شادی زمانہ بلوغت میں کی جاتی ہے اور اسوقت لڑکی کی عمر دس سال کی ہوتی ہے۔ گھر میں ایک چوکی بنائی جاتی ہے اور لڑکی کو اس پر بٹھا کر اسکے نیچے آگ جلائی جاتی ہے جب دھواں چاروں طرف سے گھر جاتا ہے تو اُسے نکال لیا جاتا ہے۔ اور زیور پہنا کر شادی کی رسم کی جاتی ہے۔ گھر کے دروازے پر سُرخ رنگ لگا دیا جاتا ہے اور لڑکی کو سفید رنگ لگا کر رخصت کر دیتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

لنڈن (بذریعہ ڈاک) مسکس کے مسٹر جارج ہمفری نے اپنی ۸۰ ویں سالگرہ کے موقعہ پر ۶۹ سال کی بوڑھی عورت سے شادی کی اور شادی کے بعد وہ پہلی دفعہ سینما دیکھنے کیلئے گیا۔

لنڈن ۔ ۲۳ جولائی ۔ وائن دوٹا او کلاہوما میں ایک بوڑھے اور اس کے پوتے کی ایک ہی دن شادی ہوئی۔ بوڑھے کی عمر شادی کیوقت ۸۰ سال کے قریب تھی۔ مارگن ٹاؤن ورجنیا میں انہیں تاریخوں پر دو اور شادیاں ہوئیں۔ ان شادیوں میں دلہنیں ایک ماں اور دوسری بیٹی تھی۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) پرتگال کی سب سے اعلیٰ صنعت لڑکے کی موت پر ایک ماں کے غم کا نتیجہ ہے۔ چار سال کا عرصہ ہوا۔ بیرز کے ایک متمول زمیندار کا اکلوتا بیٹا مر گیا! اسکی ماں بیٹے کے غم میں پاگل ہوگئی ... اپنا غم غلط کرنے کے لئے اسنے رنگ دار غالیچے اور دریاں بُننی شروع کر دیں۔ تھوڑے ہی عرصے میں ان دریوں اور غالیچوں کو اسقدر مقبولیت حاصل ہوئی۔ کہ اسے اس کام کے لئے ۲۰

مس ڈورلیس ڈیوک امریکہ کی نوجوان خوبصورت لڑکی ہے۔ اسے ایک تاجر کے ورثہ میں تین کروڑ پونڈ یعنے ۴۵ کروڑ روپیہ ورثہ میں ہاتھ لگا ہے۔ جہاں کہیں یہ لڑکی سیر و تفریح کو جاتی ہے۔ تو اس کے اپنے خفیہ محافظ ساتھ رہتے ہیں۔ اس کی موٹر گاڑی میں ایک سوئچ اس کے ہاتھ ہی کے پاس لگا رہتا ہے۔ جس کی مدد سے وہ جب چاہے اور جہاں چاہے گاڑی کو آناً فاناً روک کر شوفر کو گاڑی میں سے اُتار سکتی ہے۔ ایک دو سال قبل اُس نے یورپ کا بھی سفر کیا ہے۔

لنڈن کی ۱۵ اگست کی خبر ہے۔ کہ بیرونیس سی فورتھ نے کہ جنکا ۱۰ فروری کو انتقال ہوا۔ ایک وصیت کے ذریعہ مختلف خیراتی انسٹی ٹیوشنوں اور ہسپتالوں کو بڑی بھاری رقم دان میں دی ہے۔ مرحومہ مشہور کروڑ پتی ایڈورڈ سٹینگ مرحوم کی لڑکی تھیں۔ وصیت کی رو سے جرمن ریڈ کراس کو ۲۷۰۰۰ پونڈ برانڈرس کو ۳۰ ہزار پونڈ۔ لنڈن ہسپتال میں ۲۰ ہزار پونڈ۔ کئی ہسپتالوں اور خیرات خانوں کو دس دس ہزار پونڈ۔ ۲۴ ہسپتالوں اور خیرات خانوں کو پانچ پانچ ہزار پونڈ۔ اور سی فورتھ سینی ٹوریم واقعہ برہان (سکاٹ لینڈ) کو ۶۰ ہزار پونڈ ملا ہے۔

۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم شروع ہونے پر مرحومہ کو جاسوسی کے شبہ میں گرفتار کیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں رہا کر دیا گیا تھا۔ اور وہ رہا ہو کر انگلستان آگئی تھیں۔ کہ جہاں پر انہوں نے جنگ کے سلسلے میں ہی خیراتی کام شروع کر دیئے تھے۔

نیٹال کا سہل ترین قانون طلاق

لیڈی اسمتھ (نیٹال) میں شادی کرنے سے زائد آسان طلاق کا قانون ہے۔ کسی ملک میں اس قدر طلاق کی سستی قیمت نہیں ہے جتنا کہ مذکورہ بالا مقام میں پائی جاتی ہے +

چند منٹ قبل تک میاں بیوی کا رشتہ رہا اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ سڑکوں پر سیر و تفریح کرتے نظر آئے۔ راہ میں شوہر کی کسی حرکت سے بی بی کو صدمہ پہنچا اور کمشنر کی عدالت میں پانچ روپے داخل کر کے شوہر سے بالکل آزاد ہو گئی۔

اسجگہ کی عورتیں اسقدر نازک مزاج ہیں۔ کہ ایک لحظہ کیلئے بھی اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات برداشت کرنے کیلئے طیار نہیں ۔ ان بیچارے مردوں کی حالت ہمیشہ تپلی رہتی ہے اور عورتوں کے مظالم کے ہمیشہ شکار رہا کرتے ہیں +

کمشنر شادی ہر ہفتہ چھ شادیوں کو منسوخ کیا کرتا ہے

اگر کسی عورت کا شوہر پانچ سال کیلئے قید ہو گیا تو عورت دوسرے شوہر کی تلاش کر سکتی ہے مگر نکاح فسخ ہو جانے کے بعد لڑکی کو اپنے والد کی پناہ میں چلے جانا پڑیگا۔ اور جب تک دوسری شادی نہ ہو۔ اسکا باپ تمام خرچہ کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اگر باپ تمام خرچہ پورا کرنے کیلئے طیار نہیں ہے تو یہ مجرم ثابت ہوگا! ور لڑکی کو شخص مذکورہ پر مقدمہ چلانے کا حق ہو گا۔

اگر شوہر بیوی کو طلاق دینا چاہے تو سب سے پہلے اسکی خبر لڑکی کے والد یا افسر کو دینا پڑیگی مجوزہ کاروائی کے بعد فسخ نکاح کی اجازت حاصل ہوگی کمشنر شادی کی عدالت میں روزانہ عورتیں اور مرد طلاق کی درخواستیں کرتے ہیں

پہیلیاں

۱۔ ہم تم دیکھیں روز روز بادشاہ دیکھے کبھی کبھی خدا کبھی نہ دیکھے +

۲۔ نصف کعبہ میں ہے نصف مے خانہ میں + بستی میں آتا ہے پورا ایک آنہ میں۔

۳۔ ہری ڈنڈی سبز دانہ + وقت پڑے تو مانگ کھانا۔

۴۔ بن مارے سے مرجائے مارے سے جی آئے + ایک اچنبھا ایسا سنا کہ مردہ آٹا کھائے۔

۵۔ اے سکھی وہ ہاتھوں ہاتھ کیا سکھی وہ لڑکا + اے سکھی وہ تو پالکی چڑھے کیا سکھی وہ دولھا۔ اے سکھی وہ تو مسند بیٹھے کیا سکھی وہ مصاحب + اے سکھی وہ گرجے گرجے کیا سکھی وہ بادل + اے سکھی وہ چمکے چمکے کیا سکھی وہ بجلی +

۶۔ ماں کا دیکھا۔ بہن کا دیکھا ٹولہ ٹپرس کا دیکھا۔ پر بیوی کا نہ دیکھا +

(راقمہ اہلیہ ایم۔ اے خاں احمدی ڈاکخانہ مسکرا براہ رگول ضلع باندہ)

Digitized by Khilafat Library

کپڑے رنگنے کا صابن

فیڈس سوپ فیکٹری رہتک میں یوں تو کئی قسم کے صابن تیار ہوتے ہیں۔ مگر اب ایک نئی ایجاد کپڑا رنگنے کا صابن ہے۔ جس سے دوپٹے کرتے۔ ساڑھیاں عمدہ رنگی جاتی ہیں رنگ ہی کہ اگر صابن سے بھی کپڑا دھویا جائے تو نہیں اُڑتا۔ ہاں دھوبی کے ہار سے اُڑ جاتا ہے۔ ایک بکس کی قیمت گیارہ آنہ تین پائی۔ بنیجر فیڈس سوپ فیکٹری رہتک سے منگا کر فائدہ اُٹھائیں +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

اخبار مصباح - قادیان - دار الامان - ضلع گورداسپور (پنجاب)

حل طلب معمہ

یہ ایک شعر ہے بہنیں اسے غور سے حل کریں *

Digitized by Khilafat Library

اہلیہ ایم - اے خاں احمدی مسکرہ

[illegible] قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا